JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

احادیثِ صحیحین کی سائنسی تعبیرات: شارحینِ حدیث کا اسلوب و منہج

Scientific Interpretations of the Ḥadiths of Ṣahīhyn: The Style and Methodology of Ḥadith Commentators

Muhammad Tariq Mahmood*
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

Dr. Yasir Farooq *
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

ABSTRACT
Since the early days of Islamic scholarship, commentators of hadith have sought to elucidate the various sciences present in the Prophetic hadiths. In contemporary times, scholars from the subcontinent have endeavored to emphasize the scientific significance of these hadiths in light of modern knowledge. These scholars have meticulously highlighted the scientific aspects within the hadiths to affirm the veracity of Prophethood. They have uncovered scientific principles and facts, a practice known as scientific interpretation or exegesis of the hadiths. This scientific interpretation by commentators of the Sahih collections represents a remarkable achievement and a significant contribution to the understanding and preservation of the Prophet's Sunnah in the modern era. By considering various dimensions and incorporating statements from experts and contemporary scientific research to support and verify Prophetic statements, these scholars' efforts are distinguished. This paper examines the work of Urdu commentators on the scientific interpretations of the hadiths within the Sahih collections.

Keywords: *Prophetic Hadiths, Scientific Interpretation, Subcontinent Scholars, Modern Interpretation, Sahih Collections, Scientific Significance, Urdu Commentators*

CC BY

تعارف موضوع

احادیث نبویہ کی شرح کرتے ہوئے ان میں موجود مختلف علوم کو واضح کرنا شارحینِ حدیث کا شروع ہی سے مطمحِ نظر رہا ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں برصغیر کے وہ اہل علم جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی احادیث شرح کی ہے انہوں نے عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث نبویہ کی سائنسی معنویت کو بھی اجاگر کرنے کی سعی کی ہے اور احادیث میں موجود سائنسی پہلوؤں کو خوب نمایاں کیا ہے تاکہ احادیث نبویہ کی حقانیت کو واضح کیا جاسکے، شارحینِ حدیث نے سائنسی علوم اور سائنسی حقائق اور متنوع سائنسی پہلوؤں سے پردہ کشائی کی ہے جسے احادیث مبارکہ کی سائنسی تعبیرات یا تشریحات کا نام دیا جاتا ہے۔

صحیحین کے شارحین کا سائنسی اعتبار سے احادیث نبویہ کی تعبیر و تشریح کرنا بلاشبہ ان کا بے مثال کارنامہ اور دور حاضر میں سنت نبویؐ کی خدمت کی ایک عظیم کاوش ہے۔ احادیث مبارکہ کی سائنسی تعبیرات کرتے وقت صحیحین کے شارحین کا اسلوب و منہج اس لحاظ سے جامعیت کا حامل ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھا ہے نیز فرامین نبویہ کی تائید و تصدیق میں ماہرین کے اقوال اور جدید سائنسی تحقیقات کے باہتمام ذکر کرنے سے ان مصنفین کی کاوشیں منفرد ہو گئیں۔ اس مقالہ میں احادیث کی سائنسی تشریحات بارے صحیحین کے اردو شارحین کی تحقیقات کو پیش کیا گیا ہے۔

احادیث نبویہ کی سائنسی تعبیرات سے کیا مراد ہے؟ اس ضمن میں اگر سائنسی انکشافات اور حقائق سے متعلق عربی اصطلاح "الاعجاز العلمی" کی تعریف[1] کو مد نظر رکھا جائے تو احادیث کی سائنسی تشریحات و تعبیرات کا مفہوم یہ ہے کہ "سنت نبویہ کا تجرباتی سائنس کے بارے میں ان حقائق کا انکشاف کرنا جن تک عصر نبوت کے لوگوں کی رسائی ممکن نہیں تھی کیونکہ ان کے پاس ان حقائق تک پہنچنے کیلئے مطلوبہ صلاحیتیں اور وسائل موجود نہ تھے، شارحینِ حدیث کا مذکورہ حقائق کو واضح کرنا نیز سائنسی تحقیقات اور سنت نبویؐ کے مابین مطابقت کو نمایاں کرنا احادیث کی سائنسی تعبیرات یا تشریحات کہلاتا ہے۔"

احادیث کی سائنسی تعبیرات اور صحیحین کے شارحین کا اسلوب و منہج:

کتب احادیث میں جو رُتبہ صحیحین کو ملا ہے وہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں ہے، احادیث مبارکہ کے ان دونوں مجموعوں کو صحیح ترین مجموعے ہونے کا اعزاز حاصل ہے، علمِ حدیث کے ماہرین نے عربی زبان کی طرح اردو زبان میں بھی صحیحین کی شرح و توضیح کیلئے خوب سعی کی ہے، اُردو زبان میں احادیث مبارکہ کی شرح و توضیح کرنے والے علماء کرام کی کوششیں اور کاوشیں اس لحاظ سے خصوصی طور پر لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے برصغیر کے ماحول اور یہاں کے لوگوں کو درپیش مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث کی تشریح کرنے کا خصوصی اہتمام کیا، برصغیر کا خاص طور پر مغرب زدہ طبقہ جو کہ اہل مغرب کی سائنسی و مادی

ترقی سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہوا اور اسلام خصوصاً احادیث نبویہ کو مذکورہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے لگا، جدید ذہن کے حامل ان لوگوں کے شکوک وشبہات کے ازالے کیلئے علماء کرام نے احادیث مبارکہ کی وضاحت کا اہتمام کیا تاکہ ان لوگوں کے شبہات کو زائل کرکے اسلام اور خصوصاً پیغمبر اسلام کے فرمودات کی حقانیت وبرتری کو ثابت کیا جائے اور اس بات کو بھی کھول کر بیان کیا جائے کہ اسلام دنیاوی ترقی کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل مغرب کی یہ سائنسی اور مادی ترقی اسلام اور مسلمانوں کی مرہون منت ہے، عصر حاضر کے جن شارحینِ حدیث نے دور جدید کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے شرح حدیث کا اہتمام کیا ہے اور احادیثِ صحیحین میں موجود سائنسی حقائق کو نمایاں کرنے کی سعی مشکور کی ہے ان میں نعمۃ الباری(نعم الباری)فی شرح صحیح البخاری وشرح صحیح مسلم کے مؤلف علامہ غلام رسول سعیدی، انعام الباری دروس بخاری شریف کے مؤلف مفتی محمد تقی عثمانی اور ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری(اُردو) کے مصنف حافظ عبد الستار حماد کے نام کافی نمایاں ہیں، احادیثِ صحیحین کی سائنسی لحاظ سے تشریح کرتے ہوئے ان شارحین کا اختیار کردہ اسلوب و منہج مع امثلہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

احادیث میں موجود سائنسی حقائق کی تفصیلات کو بیان کرنا:

حدیث نبویؐ کی سائنسی لحاظ سے تشریح وتعبیر کرتے ہوئے صحیحین کے شارحین کا اسلوب یہ ہوتا ہے کہ حدیث نبویؐ میں جس سائنسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہو، اس کی نوعیت اور مختلف جہات کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے متعلق لازمی وضروری تفصیلات درج کرتے ہیں، مثال کے طور پر علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں ارشاد نبویؐ "الولد للفراش و للعاھر الحجر" کی تشریح کرتے ہوئے ٹیسٹ ٹیوب بے بی(**Test Tube Baby**) اور مصنوعی طریقہ تولید(**Artificial Reproduction Method**)کے ذریعے بچے کی ولادت پر مفصل بحث کی ہے، انہوں نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور اس کے ذریعے تولید کے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے مرد اور عورت میں پائی جانے والی ان خرابیوں کا تذکرہ کیا جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پیش آتی ہے، پھر اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے اس کے جواز اور عدم جواز کی صورتوں کو تفصیلاً بیان کیا ہے نیز ان علماء کی تردید بھی کی ہے جو اس کی جوازی صورتوں کو فطری طریقہ تولید کے خلاف قرار دے کر اس عمل کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔[2]

دردشقیقہ (آدھے سر کا درد) کیا ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ حافظ عبد الستار حماد ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری میں اس پر اس طرح سے روشنی ڈالتے ہیں کہ یہ معدے کی خرابی سے پیدا ہونے والی ایک تکلیف دہ مرض ہے، معدے کی حرارت کی وجہ سے

اس سے اٹھنے والے گندے بخارات دماغ تک جا پہنچتے ہیں، ان بخارات کے ناک میں پہنچنے کی صورت میں زکام ہو جاتا ہے، آنکھ میں جائیں تو آنکھ میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے، حلق کی طرف مائل ہوں تو گلے میں ورم آجاتی ہے، سینے کی طرف گرنے لگ جائیں تو نزلہ بن جاتا ہے اور اگر ان بخارات کو نکلنے کا کوئی اور راستہ نہ ملے تو پھر دماغ پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے پورے سر درد کا عارضہ لاحق ہوتا ہے اور اگر یہ بخارات سر کی ایک جانب رخ کر لیں تو اس سے آدھے سر میں درد ہوتا ہے جسے درد شقیقہ کہتے ہیں۔[3]

ماہرین کی آراء اور جدید سائنسی تحقیقات کا بیان:

احادیث نبویہ کی سائنسی تشریحات کرتے وقت شارحینِ حدیث نے یہ اسلوب بھی اختیار کیا ہے کہ حدیث میں جس سائنسی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہوتی ہے اس کی مزید وضاحت کیلئے اس سے متعلقہ فن کے ماہرین کی آراء سے استفادہ کرتے ہیں نیز سنت نبویؐ کی تائید و تصدیق کے طور پر جدید عصری و سائنسی تحقیقات کو ذکر کرنے کا بھی خصوصی اہتمام کرتے ہیں، مثال کے طور پر علامہ غلام رسول سعیدی حدیث نبویؐ **"بخار جہنم کی سانس سے ہے"** کی تشریح میں علامہ عینیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اطباء نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جو بخار صفراوی مزاج والے کو ہو تو اس کو ٹھنڈا پانی پلانے سے اور اس کے اعضاء کو ٹھنڈے پانی سے دھونے سے وہ بخار اتر جاتا ہے، اہل طب کی یہ رائے بیان کرنے بعد اس بارے میں لکھتے ہیں کہ اب جدید میڈیکل سائنس سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بخار کی شدت کو کم کرنے کیلئے یہ طریقہ علاج مؤثر ہے۔[4]

مفتی تقی عثمانی نے انعام الباری دروس بخاری شریف میں سورج گرہن کے وقت نماز پڑھنے کے بارے میں حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اس مسئلے پر بحث کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ایک مرتبہ ہوا یا ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا اور یہ کہ سورج گرہن کی نماز ایک بار پڑھی گئی یا متعدد بار، اس بارے میں اہل علم کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ماہرین فلکیات اس بات پر متفق ہیں کہ عہد نبوی میں سورج گرہن کا واقعہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا۔[5]

نیز سورج اور چاند گرہن کے اسباب پر کلام کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> "جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق سورج اور چاند گرہن کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں اس وقت چاند، سورج اور زمین کے درمیان آکر حائل ہو جاتا ہے اور دونوں اپنی کشش ثقل (Gravity) کے ذریعے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں"[6]

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن کس تاریخ کو ہوا؟ اس بارے میں حافظ عبد الستار حماد نے گزشتہ صدی کے ماہر فلکیات محمود پاشا کی رائے نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی فنی تحقیق سے اس سورج گرہن کی تاریخ 29 شوال 10 ہجری بروز سوموار بوقت ساڑھے آٹھ بجے لکھی ہے۔[7] حدیث میں سینگی لگوانے کو ایک مؤثر طریقہ علاج اور سببِ شفاء قرار دیا گیا ہے ،اس کی تشریح کرتے ہوئے حافظ عبد الستار حماد لکھتے ہیں:

> ” سینگی لگوانے میں شفاء کا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے آج طب جدید نے بھی تسلیم کیا ہے، مغربی ممالک کے کئی ہسپتالوں میں اس کیلئے ایک مستقل شعبہ قائم ہوتا ہے “[8]

سائنسی تشریحات کے ذریعے احادیث کی حقانیت کا اثبات:

احادیث رسول ﷺ کی سائنسی تعبیرات کرتے ہوئے صحیحین کے شارحین اس بات کو خصوصی طور پر مدنظر رکھتے ہیں کہ احادیث میں مخفی سائنسی حقائق کو واضح کرتے وقت ان کے ذریعے نبی ﷺ کے فرامین کی صداقت کو ثابت کیا جائے، اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

علامہ غلام رسول سعیدی نعمۃ الباری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث کہ **”رسول اللہ ﷺ ہمیں بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرنے کا حکم دیتے تھے“** کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> ”میں کہتا ہوں جدید میڈیکل سائنس سے بھی ثابت ہے کہ جب بخار تیز ہو تو بخار کے مریض پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھی جائیں اور برف کے ساتھ اس کی ٹکور کی جائے، اس بات کو سائنسدانوں نے اب جانا ہے اور نبی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ علاج بتا دیا تھا“[9]

حافظ عبد الستار حماد صحیح بخاری کی کتاب الطب کی وضاحت کرتے ہوئے طب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے بیان کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

> ”علاج و معالجے کے سلسلے میں نبی ﷺ نے جن حقائق پر روشنی ڈالی تھی آج جدید میڈیکل سائنس اس کی تائید کر رہی ہے ہمیں چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ کے بیان کردہ طبی حقائق کو مغربی تائید کے بغیر ہی تسلیم کریں کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے کا یہی تقاضا ہے“[10]

حافظ عبد الستار حماد حدیث رسولؐ **"جس برتن میں کتا منہ مار جائے اسے سات مرتبہ دھوو"** کی حقانیت ثابت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اس امر نبویؐ میں مخفی حکمت کا ادراک سائنسدانوں کو اتنی صدیوں بعد ہوا ہے، جس حقیقت تک آج جدید طب کی رسائی ہوئی ہے رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں آج سے چودہ سو سال قبل آگاہ فرما چکے تھے"[11]

حدیث میں مذکورہ امور کے سائنسی فوائد یا نقصانات کا تذکرہ:

احادیثِ صحیحین کی سائنٹیفک تشریح کرتے وقت شارحین ایک اسلوب یہ بھی اختیار کرتے ہیں کہ حدیث میں مذکور کسی حکم کے سائنسی لحاظ سے فوائد و حکمتوں یا نقصانات کو بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، مثلاً علامہ غلام رسول سعیدی نے نبی کریم ﷺ کا کھجور کے ساتھ ککڑی کھانے میں مخفی حکمت اور اس میں مضمر فائدے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"کھجور کی تاثیر گرم ہوتی ہے جبکہ ککڑی کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے اور دونوں ملا کر کھانے سے توازن پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ککڑی کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی کو ختم کر دیتی ہے"[12]

حدیث میں ہے کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام میدہ کی روٹی نہیں کھاتے تھے بلکہ اس آٹے کی روٹی بناتے تھے جس میں چھان موجود ہوتا تھا،اس حدیث کی شرح میں حافظ عبد الستار حماد بغیر چھنے ہوئے آٹے کے طبی فوائد اور چھنے ہوئے آٹے کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"طبی اعتبار سے بغیر چھنا ہوا آٹا صحت کیلئے بہت زیادہ مفید ہوتا ہے، اطباء اس قسم کا آٹا تجویز کرتے ہیں، جس آٹے سے چھان نکال لیا جائے وہ قبض اور پھر بواسیر کا سبب بنتا ہے، اور رہی بات میدے کی تو وہ تو انتڑیوں میں جم جاتا ہے، یہی معاملہ نان وغیرہ کا ہے، یہ غیر طبعی چیزیں صحت کیلئے مضر ہیں اور لاتعداد بیماریوں کا باعث بنتی ہیں"[13]

حدیث نبویؐ اور سائنسی حقائق کے مابین ظاہری تعارض کو رفع کرنا:

حدیث کی سائنسی تعبیرات کرتے ہوئے سنت نبویؐ اور سائنس کے مابین اگر کہیں ظاہری طور پر تعارض نظر آ رہا ہو تو شارحین احادیث مبارکہ کی مناسب و معقول توجیہات پیش کر کے ارشاد نبویؐ اور سائنسی حقائق کے مابین اس طرح سے تطبیق دیتے ہیں

کہ جس کے ذریعے اس ظاہری تضاد کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور نبی کریمؐ کے فرامین اور سائنسی حقائق درمیان کامل موافقت پیدا ہو جاتی ہے، صحیحین کی اردو شروحات میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، ان میں سے چند ایک مثالیں یہ ہیں:

1. حدیث میں آتا ہے کہ **"شہد میں شفاء ہے"** جبکہ جدید طبی تحقیقات کے مطابق شہد ذیابیطس(**Diabetes**)والے مریض کیلئے انتہائی مضر ہے اور یہ کہ اس سے شوگر کے مرض میں اضافہ ہوتا ہے، فرمان نبویؐ اور جدید میڈیکل ریسرچ کے درمیان ظاہری طور پر تضاد نظر آرہا ہے، اس ظاہری تعارض کو دور کرنے کیلئے علامہ غلام رسول سعیدی نے درج ذیل توجیہ پیش کی ہے:

"شہد اس شخص کیلئے شفاء ہے جسے شوگر کا مرض نہ ہو یعنی شوگر کے مرض کو اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ کر دینے سے فرمان نبویؐ اور طب جدید میں کسی قسم کا تعارض باقی نہیں رہے گا"[14]

2. نبی مکرمؐ کا ارشاد ہے کہ **"کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی"** جبکہ جدید میڈیکل سائنس کے رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیماری مریض سے صحت مند آدمی کے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے، اس ظاہری تعارض کو زائل کرنے کیلئے علامہ سعیدی نے جو توجیہ پیش کی ہے اس سے مذکورہ تضاد دور ہو جاتا ہے، لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بیماری خود بخود متعدی نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے حکم سے ایسا ہوتا ہے، اس طرح سنت نبویؐ اور جدید میڈیکل سائنس کے مابین پایا جانے والا ظاہری تضاد بھی رفع ہو جاتا ہے"[15]

3. حدیث جبریل میں پانچ باتوں کو غیب قرار دیا گیا ہے کہ ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رحموں میں کیا ہے اس کا علم بھی صرف اللہ کو ہے جبکہ آج کل الٹرا ساؤنڈ یا ایک خاص قسم کے ٹیسٹ (جسے جنین کا ٹیسٹ کہتے ہیں) کے ذریعے یہ پتہ لگا لیا جاتا ہے کہ رحم مادر میں موجود بچہ لڑکا ہے یا لڑکی، بظاہر یہ چیز حدیث میں مذکور بات کے خلاف ہے، مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> "حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں متضاد نہیں ہیں کیونکہ الٹرا ساؤنڈ یا جینیٹک ٹیسٹ (**Genetic Test**) کے ذریعے بچے کے مذکر مؤنث کا علم ہونا سو فیصد یقینی نہیں ہے کیونکہ کئی بار معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الٹرا ساؤنڈ اور مذکورہ ٹیسٹ کے ذریعے زیادہ سے زیادہ جنین کی جنس کا تعین ہوتا ہے جبکہ وہ بچہ پیدا ہونے تک زندہ رہے گا یا نہیں، رحم مادر میں اپنی مدت پوری کرنے کے بعد وہ زندہ پیدا ہو گا یا مردہ اور پھر پیدا ہونے کے بعد ماں یا باپ کس کی شکل اختیار کرے گا

اس کے بارے میں کوئی سائنس، کوئی تجربہ اور کوئی ٹیسٹ نہیں بتا سکتا حالانکہ یہ تمام چیزیں یعلم ما فی الارحام کے عموم میں شامل ہیں، اس طرح سے الٹرا ساؤنڈ اور جینیٹک ٹیسٹ کے ذریعے بچے کی جنس کے معلوم ہو جانے کو حدیث میں مذکور بات کے ساتھ باہم کوئی تعارض باقی نہیں رہتا کیونکہ ان آلات اور ٹیسٹ کے ذریعے رحم مادر میں موجود کے بارے میں صرف ایک جزوی بات کا علم ہوتا ہے، اس کے تمام حالات کا علم نہیں ہوتا ہے"[16]

4. نبی ﷺ کا فرمان ہے "بارش کب آئے گی اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا" جبکہ دوسری طرف محکمہ موسمیات کی طرف سے کی گئی پیش گوئیاں بظاہر اس حدیث سے متضاد نظر آتی ہیں کیونکہ بسا اوقات ان پیش گوئیوں کے مطابق بارش ہو بھی جاتی ہے، مفتی تقی عثمانی نے اس ظاہری تعارض کو ختم کرنے کیلئے درج ذیل توجیہ ذکر کی ہے:

"محکمہ موسمیات آلات کے ذریعے بارش کی کچھ علامات بتاتا ہے کہ فلاں فلاں علامات بتارہی ہیں کہ بارش ہونے یا نہ ہونے کی توقع ہے، محکمہ موسمیات کی یہ پیش گوئیاں محض قیاسات ہوتے ہیں، یقینی علم نہیں جیسا کہ کئی دفعہ ان پیش گوئیوں کے خلاف بھی ہوتا ہے، اس لئے حدیث نبوی اور محکمہ موسمیات کی پیش گوئیوں کے مابین کوئی تعارض نہیں ہے"[17]

5. حدیث میں ٹھنڈے پانی کو بخار کے علاج کے طور پر تجویز کیا گیا ہے جبکہ جدید طب کے اعتبار سے ٹھنڈا پانی بخار کے بعض مریضوں کیلئے انتہائی نقصان دہ ہوتا ہے، حدیث اور طب جدید کے درمیان نظر آنے والے اس ظاہری اختلاف کو ختم کرنے کیلئے ہدایۃ القاری کے مؤلف عبد الستار حماد نے مندرجہ ذیل وضاحت کی ہے:

"(ٹھنڈے پانی کے ساتھ بخار کا) یہ علاج ہر قسم کے بخار کیلئے نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ علاج صفراوی بخار اور گرمی کی وجہ سے ہونے والے بخار کیلئے مفید ہے، رسول اللہ ﷺ نے اہل حجاز اور قرب وجوار میں رہنے والے لوگوں کیلئے یہ علاج تجویز فرمایا کیونکہ انہیں گرمی کی شدت کی وجہ سے بخار ہوتا تھا، لہٰذا ایسے مریض کیلئے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا یا بخار کی تپش کو کم کرنے کیلئے کسی اور طریقے سے ٹھنڈے پانی کا استعمال مفید ثابت ہو گا"[18]

احادیث مبارکہ پر سائنسی نوعیت کے اعتراضات واشکالات کا ازالہ:

احادیث نبویہ کی سائنسی لحاظ سے تشریح وتوضیح کرتے وقت شارحینِ حدیث کے اسلوب و منہج میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ احادیث پر کئے جانے والے سائنسی نوعیت کے اعتراضات کا جواب دینے اور ان کے بارے میں پیش کئے گئے اشکالات کا ازالہ کرنے کی بھی سعی کرتے ہیں، مثال کے طور پر:

1. علامہ غلام رسول سعیدی شرح صحیح مسلم میں **"احادیث میں مذکور بعض دواؤں کی تاثیر پر اعتراض کا جواب"** کے عنوان کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

> "امام مسلمؒ نے طب اور علاج کے متعلق بہت سی احادیث ذکر کی ہیں، بعض ملحد ان احادیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طبی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ شہد اسہال لاتا ہے پھر پیٹ کی بیماری (اسہال) میں شہد کیسے فائدہ مند ہو سکتا ہے؟ نیز اس بات پر بھی اطباء کا اتفاق ہے کہ بخار میں مبتلا شخص کیلئے ٹھنڈے پانی کا استعمال مضر ہے اور نمونیہ میں قسط ہندی کا استعمال بھی باعث نقصان ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ہر علاقے اور ہر مزاج کے لوگوں کیلئے علاج تجویز کئے ہیں، تمام ادویات ہمہ قسمی امراض کیلئے نہیں ہیں بلکہ احادیث میں مذکورہ دوائیں بعض مزاج کے مریضوں خصوصا عرب کیلئے تجویز فرمائی ہیں، دور حاضر میں جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین بھی اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ تیز بخار کا علاج مریض کا برف کے ساتھ مساج ہے، اس لئے نبی ؐ کا بخار کو دور کرنے کیلئے ٹھنڈا پانی تجویز فرمانا ہر قسم کے بخار کیلئے نہیں ہے بلکہ اسے صفراوی مزاج والے بخار پر محمول کیا جائے گا بعینہ آپؐ نے جو دیگر علاج تجویز فرمائے ہیں وہ بھی مریض کے مزاج اور عمر، بیماری کی کیفیت اور عرب کی مخصوص آب وہوا کے لحاظ سے ہیں"[19]

2. حدیث میں ہے کہ **"اللہ عزوجل نے جہنم کو دو سانسوں کی اجازت دی"** اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی نے اس حدیث پر معترضین کی جانب سے وارد کردہ دو مشہور سائنسی اشکالات کے تسلی بخش جواب دیئے ہیں؛ پہلا اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں گرمی کی شدت کا سبب جہنم کے سانس کو بتایا گیا ہے جب کہ یہ بات صرف سائنسدانوں ہی نہیں بلکہ تمام لوگوں کے نزدیک مسلَّم ہے کہ دنیا میں گرمی کا سبب سورج کا قریب اور دور ہونا ہے، اس اشکال کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ایک ہی چیز کے ایک سے زیادہ سبب ہو سکتے ہیں اس لئے حدیث اور سائنسی طور پر مسلمہ حقیقت کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے پس

سائنس کی رو سے گرمی کا سبب سورج کا قرب وبعد ہے جبکہ حدیث کی رو سے جہنم کا سانس لینا ہے اور اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ گرمی کا زیادہ ہونا سورج کے قُرب وبُعد کی بنا پر ہے لیکن سورج کی گرمی جہنم سے آرہی ہے تو جہنم کا سانس گرمی کا سبب السبب ہوا، دوسرا اشکال یہ ہے کہ اگر واقعی ایسا ہوتا جیسے حدیث میں ہے تو پھر ایک علاقے میں گرمی اور ایک علاقے میں سردی کیوں ہوتی ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ جہنم دونوں سانس باہر کی طرف نہیں چھوڑتی ہے بلکہ ایک سانس اندر کھینچتی ہے تو ایک علاقے کی گرمی سردی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جب باہر کی طرف سانس نکالتی ہے تو اس جگہ گرمی ہو جاتی ہے اور اس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں گرمی کی شدت کو جہنم کی سانس سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے مذکورہ اشکال وارد ہی نہیں ہوتا۔[20]

3. ایک حدیث میں ہے کہ ایک مریض جسے اسہال کا عارضہ لاحق تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے شہد تجویز فرمایا،اس حدیث پر بعض ملحدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ (طبی لحاظ سے) شہد تو خود اسہال لاتا ہے تو اس سے اسہال میں مبتلا شخص کو شفاء کیسے حاصل ہو گی؟ حافظ عبد الستار حماد نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> "یہ اعتراض مبنی بر جہالت ہے کیونکہ علاج کے دو طریقے ہوتے ہیں؛ایک یہ ہے کہ مریض کو اس کی بیماری کے موافق دوا دی جائے جس سے پہلے تو بیماری میں اضافہ ہوتا ہے لیکن پھر افاقہ ہو جاتا ہے،اسے علاج بالموافق کہتے ہیں، ہومیو پیتھک ادویات میں یہی اصول ہوتا ہے،دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بیماری کے مخالف دوائیں دی جاتی ہیں جو بیماری کے جراثیم کو ختم کرنے والی ہوتی ہیں،اسے علاج بالضد کہا جاتا ہے اور طب یونانی میں یہی اصول ہوتا ہے، رسول اللہؐ نے پہلے طریقے کے مطابق اس کیلئے علاج تجویز کیا تاکہ پہلے اس کے پیٹ سے فاسد مادہ اچھی طرح سے نکل جائے چنانچہ ایسے ہی ہوا جب فاسد مادہ خارج ہو گیا تو مریض بھی تندرست ہو گیا"[21]

4. نبی اکرمؐ کے فرمان مبارک کہ **"مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے پر میں شفاء ہے"** کی تشریح کرتے ہوئے ہدایۃ القاری کے مصنف عبد الستار حماد اس حدیث پر اعتراض کرنے والوں کی گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اگرچہ اللہ کے رسولؐ کا فرمان فرنگی طب کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے لیکن معترضین کو یہ آئینہ دکھایا جا سکتا ہے کہ اب تو جدید میڈیکل سائنس بھی اسی بات کا اعتراف کر چکی ہے جو ارشاد نبوی میں موجود ہے

لیکن افسوس کہ آج کل کا روشن خیال طبقہ اس حدیث کے ساتھ استہزاء و تحقیر والا رویہ اپناتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ طبقہ حقائق سے یکسر غافل اور جدید معلومات سے کوسوں دور ہے"[22]

احادیث میں موجود خرقِ عادت امور کا سائنسی مسلّمات کے ذریعے اثبات:

صحیحین کے شارحین کے سائنسی تعبیرات کرنے کے اسلوب و منہج کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ارشادات میں موجود بظاہر خلاف عادت امور کے اثبات کیلئے سائنسی حقائق و مسلّمات کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں اور ناقابل تردید سائنسی شواہد کے ذریعے حدیث کی صداقت و ثابت کرتے ہیں، مثال کے طور پر حدیث میں آتا ہے کہ **"مکھی کے ایک پر میں بیماری جبکہ اس کے دوسرے پر میں شفاء ہے"**، اس حدیث پر اعتراض کرنے والے اس بات پر بہت زیادہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری جبکہ اس کے وسرے پر میں شفا ہو اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں بیان کی گئی بات حقیقت کے بر خلاف ہے، عبد الستار حماد اس کا استہزاء کرنے والوں پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے پر میں شفاء کا پایا جانا کوئی قابل تعجب امر نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالی کی مخلوقات میں اس طرح کے عجائبات بے شمار ہیں جیسے شہد کی مکھی کے پیٹ میں شہد (شفاء) اور اس کے ڈنک میں زہر ہے اور اژدہے کے منہ میں زہر بھی ہوتا ہے اور تریاق بھی موجود ہوتا ہے"[23]

اسی طرح نبی اکرمؐ کے معجزہ شق قمر جس کا ذکر قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث میں بھی ہوا ہے، اس معجزہ کے منکرین کی طرف سے پیش کئے گئے اشکالات کے جوابات دیتے ہوئے عبد الستار حماد رقم کرتے ہیں:

> "آج کل چاند پر جانے والوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں ایک گہری دراڑ موجود ہے، مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ وہی دراڑ ہے جو معجزہ شق قمر میں چاند پر واقع ہوئی ہے"[24]

سائنس کی اخطاء پر گرفت:

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کی شرح و توضیح کرتے ہوئے شارحین نے اپنی کوششوں کو صرف اس حد تک محدود نہیں رکھے محض ان احادیث میں موجود سائنسی امور کو زیر بحث لایا جائے بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے شارحین نے یہ اسلوب بھی اپنایا ہے کہ اگر سائنس کے کسی شعبہ سے تعلق رکھنے والے ماہرین سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تو انہوں نے اس پر خوب گرفت کرتے ہوئے سائنس کی خطا کو واضح کیا ہے، دور جدید کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے **MERCY KILLNG** یعنی مریض پر ترس کھاتے ہوئے اسے موت کے گھاٹ اتار دینا، آج کل کی سائنس یہ کہتی ہے کہ مریض

اگر ناقابل علاج بیماری اور ایسی اذیت میں مبتلا ہو جس کا کوئی مداوا نہیں ہے تو مریض پر ترس کھاتے ہوئے اسے آسان طریقے (انجیکشن لگا کر یا جو طریقہ مناسب ہو) سے مار دیا جائے، اب تو اس کیلئے باقاعدہ تحریک چل رہی ہے کہ اسے قانونی شکل دی جائے، مفتی تقی عثمانی نے خودکشی کی سنگینی سے متعلق ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے ارشاد نبویؐ کی روشنی میں سائنس کی اس خطا پر خوب گرفت کی ہے، انعام الباری میں لکھتے ہیں:

> "جسے تم لاعلاج مرض سمجھ کر بظاہر اس مریض پر ترس کھا کر اسے قتل کرنے کی تجویز دے رہے ہو کیا خبر کہ اسے اس مرض سے شفاء حاصل ہو جائے جیسا کہ کتنے ایسے واقعات ہوئے کہ بہت سے لوگ بڑی بڑی بیماریوں سے شفاء یاب ہو گئے جبکہ ان کے بارے میں یقین سے کہہ دیا گیا تھا کہ ان کا بچنا ممکن نہیں ہے، مریض کے ساتھ اصل ہمدردی تو یہ ہے کہ صبر و حوصلہ کے ساتھ اس کی اذیت کو کم کیا جائے اور اس کی بیماری کا علاج تلاش کیا جائے نا کہ جلدی سے اسے موت کے گھاٹ اتار کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے"[25]

احادیث کی نامناسب توجیہات کرنے والوں کا مؤاخذہ:

احادیث میں جب کوئی ایسی بات مذکور ہوتی ہے جو بظاہر کسی سائنسی پہلو کے مخالف ہوتی ہے تو کچھ لوگ ان احادیث کو ان کے حقیقی معنی سے پھیر کر ان کی دور دراز کی تاویلات اور توجیہات پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور یہ سب اس لئے کیا جاتا ہے کہ حدیث نبویؐ کو سائنس کے عین مطابق و موافق باور کرایا جاسکے، صحیحین کے شارحین کے اسلوب و منہج کا یہ امتیاز ہے کہ وہ اس قسم کے نامناسب اقدامات پر خوب گرفت کرتے ہیں کیونکہ یہ چیز حدیث رسولؐ کی شان کے خلاف ہے کہ اسے سائنس کے موافق ثابت کرنے کیلئے اس میں تاویل کر دی جائے، مثال کے طور پر شارح صحیح بخاری عبد الستار حماد ایک مقام پر مذکورہ بالا نامناسب اقدام کرنے والوں کا تعاقب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> "شریعت نے مطلقاً بیماریوں کے متعدی ہونے کی نفی کی ہے اگرچہ اطباء اس بات سے اتفاق نہیں کرتے اور اس کی مختلف توجیہات کرتے ہیں کہ بیماری جراثیم کے ذریعے پھیلتی ہے لیکن یہ حضرات اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب جسم میں قوت مدافعت کمزور ہو تب جراثیم بدن پر اثر انداز ہوتے ہیں گویا اصل وجہ جراثیم کا وجود نہیں بلکہ جسم کے مدافعتی نظام کی کمزوری ہے، اس طرح کی توجیہات کرنے کے

بعد رسول کریمؐ کی بیان کردہ حقیقت کو تسلیم کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ ابتداء ہی سے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے، اسی میں عافیت ہے"[26]

احادیث سے جدید سائنسی مسائل کا استنباط:

شارحین حدیث نے بخاری و مسلم میں موجود ارشادات نبویؐ کی سائنسی تشریح و تعبیر کرتے وقت احادیث سے جدید مسائل کے استنباط اسلوب بھی اختیار کیا ہے، جیسے علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح صحیح بخاری میں مسئلہ رضاعت سے انتقال خون کے جواز پر استدلال کرتے ہوئے انتقالِ خون کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے کہ بلڈ کینسر کا علاج بھی اسی کے ذریعے ہی ممکن ہے، اسی طرح اگر کسی کی سرجری کرنی ہو یا حادثہ پیش آنے کی صورت میں کسی کا خون بہہ جائے اور اس کے جانبر ہونے کا یہی طریقہ ہو کہ اس کے جسم میں متبادل خون منتقل کیا جائے تو اس کی جان بچانے کیلئے انتقال خون جائز ہے بشر طیکہ خون دینے والے خون میں کوئی اور مہلک بیماری جیسے ایڈز یا کینسر اور ہیپاٹائٹس وغیرہ کے جراثیم نہ ہوں، اس کے ساتھ بعض متاخرین فقہاء کے انتقال خون کے عدم جواز کی رائے کو غلط قرار دیا ہے تاہم خون کی خرید و فروخت کو مطلق طور پر ناجائز قرار دیا ہے، انتقال خون کے مسئلہ کے ساتھ اعضاء کی پیوند کاری کے عدم جواز کے دلائل ذکر کئے ہیں اور یہ کہ اعضاء کی پیوند کاری کو انتقال خون پر قیاس کرتے ہوئے اسے جائز قرار دینے صحیح نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے، پھر ان دونوں کے مابین فرق کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔[27]

عبد الستار حماد جدید میڈیکل کی روشنی میں بالوں کی پیوند کاری اور اس کے شرعی حکم سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "اس حدیث (جس میں بنی اسرائیل کے تین لوگ کوڑھی، گنجے اور اندھے کا ذکر ہوا ہے) سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حقیقی بالوں کو اگا کر گنجے پن کا علاج کرنے میں شرعاً کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی ہے جیسا کہ طب جدید نے عصر حاضر میں گنجے پن کا یہ علاج دریافت کیا ہے، البتہ اگر مصنوعی بالوں سے پیوند کاری کی جائے یا اس کی جدید صورت وگ وغیرہ استعمال کی جائے تو ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے"[28]

جدید مسائل پر احادیث سے غلط استدلال کرنے والوں کی تردید:

سائنسی نوعیت کے بعض جدید مسائل پر کچھ لوگوں نے احادیث سے دلیل لینے کی کوشش کی ہے، صحیحین کی اردو شروحات کے مؤلفین ان کے غلط استدلالات پر دلائل کی روشنی میں رد کرتے ہیں، مثلاً بعض لوگوں نے عزل سے متعلقہ احادیث سے خاندانی منصوبہ بندی پر استدلال کرنے کی کوشش کی ہے، ان کے اس استدلال پر تعاقب کرتے ہوئے عبدالستار حماد لکھتے ہیں:

> ”دور حاضر میں عالمی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کے متعلق باقاعدہ تحریک چلائی جارہی ہے، اس سلسلے میں عزل کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے حالانکہ عزل کو خاندانی منصوبہ بندی کیلئے دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عزل پر عمل کرنے سے حمل کا نہ ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ متصور ہے جیسا کہ دور نبوی کے ایک واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ احتیاط کے باوجود حمل ٹھہر گیا تھا لیکن منصوبہ بندی کا جو طریق کار ہے (خاص طور پر مستقل نس بندی یا اخراجِ رحم) اس پر عمل پیرا ہونے سے حمل کا نہ ہونا یقینی ہے، لہذا عزل کو منصوبہ بندی کے جواز کی دلیل کے طور پر پیش کرنا کسی طور پر درست نہیں ہے کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے“[29]

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نیند لانے والی اور آپریشن وغیرہ کیلئے بے ہوش کرنے والی ادویات کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ (ان کے زعم میں) ایسی ادویات منشیات کے حکم میں ہیں اور اس پر وہ نشہ آور اشیاء کی حرمت کے بارے میں وارد احادیث سے استدلال کرتے ہیں، مؤلف ہدایۃ القاری شراب سے متعلق ایک حدیث کی شرح کرتے مذکورہ ادویات کا حکم شرعی مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> ”آپریشن کے دوران جو ادویات بے ہوش کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہیں وہ نشہ آور ہونے کے حکم میں نہیں ہیں کیونکہ بے ہوشی اور مدہوشی میں فرق نمایاں ہے، تاہم ایسی ادویات بھی ضرورت کے وقت علاج کی غرض سے جائز ہیں، بلاضرورت ہوش وحواس ختم کرنے جائز نہیں ہیں“[30]

خلاصہ کلام:

1. صحیحین کے شارحین کا سائنسی اعتبار سے احادیث نبویہ کی تعبیر و تشریح کرنا بلاشبہ ان کا بے مثال کارنامہ اور دور حاضر میں سنت نبویؐ کی خدمت کی ایک عظیم کاوش ہے۔

2. احادیث مبارکہ کی سائنسی تعبیرات کرتے وقت صحیحین کے شارحین کا اسلوب و منہج اس لحاظ سے جامعیت کا حامل ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھا ہے نیز فرامین نبویہ کی تائید و تصدیق میں ماہرین کے اقوال اور جدید سائنسی تحقیقات کے باہتمام ذکر کرنے سے ان کی اس کاوش کو چار چاند لگ گئے ہیں۔
3. نبیؐ کے ارشادات عالیہ پر اٹھائے گئے سائنسی نوعیت کے اعتراضات و اشکالات کے ازالے کیلئے صحیحین کی اردو شروحات کے مؤلفین کے اختیار کردہ اسلوب و منہج کی روشنی میں احادیث مبارکہ کے بارے میں پھیلائے گئے شکوک و شبہات کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔
4. احادیث مبارکہ کی سائنسی تشریح و توضیح کرتے ہوئے ان سے جدید عصری مسائل پر استدلال و استنباط کو نظر انداز نہ کرنا شارحینِ حدیث کا ایسا حسین اقدام ہے کہ جس پر ان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

[1] الاعجاز العلمی کی تعریف کیلئے ملاحظہ ہو: استاذ محمد الشریدہ، الاعجاز العلمی فی ضوء الاحادیث النبویۃ الصحیحۃ (نابلس: جامعۃ النجاح الوطنیۃ، 2012ء)، ص 4۔

Muḥammad al-Shuraida's, *Al-A'jāz al-'Ilmī fi Duw' al-Aḥadith al-Nabawiyyah al-Ṣaḥiḥah* (Nablus: Jami'at al-Najah al-Wataniyyah, 2012), p. 4.

[2] علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، دسمبر 2002ء)، 3:935تا948۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*** (Lahore: Farid Book Stall, December 2002), 3:935-948

[3] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو) (الریاض: دار السلام)، 2:576۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu) (Riyadh: Dar al-Salam), 2:576.

[4] علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری (کراچی: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، مئی 2013ء)، 12:130۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Karachi: Zia al-Qur'ān Publications, May 2013), 12:130.

[5] مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف (کراچی: مکتبۃ الحراء)، 4:240۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif*** (Karachi: Maktabah al-Hira), 4:240.

[6] مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف (کراچی: مکتبۃ الحراء)، 4:239۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif*** (Karachi: Maktabah al-Hira), 4:239.

[7] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 2:555۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 2:555.

[8] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 8:588۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 8:588.

[9] علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری (کراچی: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، مئی 2013ء)، 12:131۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Karachi: Zia al-Qur'ān Publications, May 2013), 12:131.

[10] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو) (الریاض: دار السلام)، 8:574۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu) (Riyadh: Dar al-Salam), 8:574.

[11] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 1:380۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 1:380.

[12] علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری، 11:379؛ شرح صحیح مسلم، 6:302۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī***, 11:379; ***Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim***, 6:302.

[13] حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 8:364۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 8:364.

[14] علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری، 11:365۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī***, 11:365.

[15] علامہ غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری، 11:365۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī***, 11:365.

[16] مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف، 1:573،574۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif***, 1:573-574.

[17] مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف، 4:229 تا 231۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif***, 4:229-231.

[18]حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 5:431۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 5:431.

[19]علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، 6:588، 589۔

Allamah Ghulam Rasūl Saeedī, ***Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim***, 6:588-589.

[20]مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف، 3:312۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif***, 3:312.

[21]حافظ عبد الستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 8:579۔

Ḥafiz Abdul Sattar Ḥammād, ***Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** (Urdu), 8:579.

[22]ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 5:467۔

Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Urdu), 5:467.

[23]ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 5:468۔

Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Urdu), 5:468.

[24]ہدایۃ القاری، 5:771۔

Hidayat al-Qārī, 5:771.

[25]مفتی تقی عثمانی، انعام الباری دروس بخاری شریف، 4:539، 540۔

Mufti Taqi Usmani, ***In'am al-Bārī Durūs Bukhārī Sharif***, 4:540-539.

[26]ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری (اُردو)، 8:648۔

Hidayat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Urdu), 8:648.

[27]نعمۃ الباری (نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری، 10:655 تا 657۔

Nimat al-Bārī fi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 10:655-657.

[28]ہدایۃ القاری، 5:634، 635۔

Hidayat al-Qārī, 5:634-635.

[29]ایضاً، 8:177 تا 179۔

Ibid., 8:177-179.

[30]ایضاً، 8:508۔

Ibid., 8:508.